38577 ـ کرایہ دار غریب ہونے کی بنا پر کرایہ ادا نہیں کرتے لہذا وہ زکاۃ کیسے ادا کرے ؟

سوال

فلسطین میں میری جائداد ہے، اور کرایہ داروں نے مسلسل تین برس سے کرایہ ادا نہیں کیا، کیونکہ اس وقت چلنے پھرنے اور دوسری پابندیاں ہیں اس کی بنا پر ان کے پاس کام نہیں جس سے وہ روزہ مرہ کی ضروریات پوری کر سکیں ... الخ
اسی طرح میری ایک عمارت فارغ ہے اور کرایہ پر نہیں، تو کیا اس جائداد پر آمدنی نہ ہونے کے باوجود میرے ذمہ اس کی زکاۃ ادا کرنا واجب ہے ؟ یا کہ کرایہ داروں کے حالت درست ہونے اور ان سے کرایہ وصول ہونے تک اس میں تاخیر کرنی ممکن ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ فلسطین وغیرہ میں ہمارے بھائیوں کی دشمنوں کے مقابلہ میں مدد فرمائے اور دشمنوں کو شکست اور ذلت و رسوائی دے، اور مسلمانوں پر امن و سکون نازل فرمائے اور انہیں زمین میں استقرار عطا کرے.

اے اہل فلسطین صبر کرو، اے کمزور اور بے آسرا صبر سے کام لو، کیونکہ اللہ تعالی کی مدد ضرور اور لامحالہ آئے گی:

" کیونکہ مدد صبر سے ہی ملتی ہے "

صحیح الجامع حدیث نمبر (6806).

رات جتنی بھی لمبی ہو جائے بالآخر اس نے ختم ہونا ہے، اور رات کے سیاہ اندھیروں کے بعد فجر کی روشنی اور پو ضرور پھوٹنی ہے.

دوم:

زمین اور مکانات، اور دوکانیں وغیرہ کی جائداد میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن جب یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر اس میں زکاۃ ہو گی، دوسرے معنوں میں اس طرح کہ اس نے یہ جائداد اس لیے بنائی اور خریدی ہے کہ وہ اسے فروخت کر کے منافع حاصل کرے تو اس میں زکاۃ ہو گی.

اور وہ جائداد جو مالك نے کرایہ پر دے رکھی ہے اس میں زکاۃ نہیں، بلکہ زکاۃ اس کے کرایہ اور اجرت میں ہے جب کرایہ نصاب کو پہنچے اور اس پر سال مکمل ہو جائے تو پھر زکاۃ ہو گی وگرنہ نہیں.

اور زکاۃ کا نصاب پچاسی گرام سونا، یا پانچ سو پچانوے (595) گرام چاندی کے برابر ہے.

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (2795) کے جواب کا مطالعہ کریں.

جب کرایہ داروں کے پاس کرایہ کی رقم اگر چاندی یا سونے کے نصاب کو پہنچتی ہو اور نصاب کے بعد سال مکمل ہو جائے تو تنگ دست مقروض کے پاس قرض پر زکاۃ میں علماء کرام کا اختلاف ہے.

اس میں کئی ایك اقوال ہیں:

اول:

اس میں زکاۃ واجب نہیں ہے.

قتادۃ، اسحاق، ابو ثور، ابن حزم، اور امام احمد سے ایك روایت اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے، کیونکہ اسے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہیں ہے.

دیکھیں: المحلی (4 / 221) الانصاف (3 / 18) الاختیارات (98).

دوم:

جب وہ رقم حاصل کر لے تو اس وقت سب برسوں کی زکاۃ ادا کرے گا.

یہ قول ثوری، ابو عبید، اور شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے، انہوں نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اس قول سے استدلال کیا ہے جو قرض واپس ملے یا نہ ملنے والے قرض میں کہا تھا:

" اگر تو وہ سچا ہے تو وہ اسے وصول کرنے کے بعد سب سالوں کی زکاۃ ادا کر دے "

مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر (7116).

دیکھیں: المجموع (6 / 16) المغنی (2 / 345) الانصاف (3 / 22).

سوم:

وصولی کے بعد صرف ایك برس کی زکاۃ ادا کرے.

یہ عمر بن عبد العزیز، حسن، اور لیث، اور اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کا قول اور امام مالك کا مسلك ہے، جیسا کہ موطا میں ہے:

" قرض کے جس معاملہ میں ہمارے ہاں اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ قرض کا مالك قرض واپس لینے کے بعد اس کی زکاۃ ادا کرے گا، چاہے وہ مقروض کے پاس کئی برس رہے، اور پھر مالك اسے وصول کر لے تو اس پر صرف ایك بار زکاۃ واجب ہو گی "

دیکھیں: موطا (1 / 253) اور الکافی لابن عبد البر (1 / 93).

اور اس تیسرے قول پر ہی مستقل فتوی کمیٹی نے فتوی جاری کیا ہے فتوی میں ہے کہ:

اور اگر (قرض) کسی ایسے شخص پر ہو جو تنگ دست ہے تو قرض کی وصولی کے بعد ایك سال کی زکاۃ ادا کرے گا، چاہے اس پر کئی برس گزر چکے ہوں، امام احمد رحمہ اللہ سے ایك روایت اور امام مالك رحمہ اللہ تعالی کا قول یہی ہے، اور شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ تعالی نے یہی فتوی دیا ہے، اور ان کا کہنا ہے کہ: اور شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ تعالی کا یہی اختیار ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (9 / 190).

اور اسی طرح شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے اسے راجح قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

" اور اگر تنگ دست پر قرض ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس میں زکاۃ واجب نہیں؛ کیونکہ اس رقم کا مالك شرعی طور پر اسے مطالبے کا حق نہیں، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ تنگ دست ہو تو اسے اس کی آسانی تك مہلت دی جائے اور تم صدقہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو.

اور شرعی طور پر اپنے مال سے عاجز شخص کی یہی حقیقت ہے، تو اس مال میں اس پر زکاۃ واجب نہیں، لیکن جب وہ اسے وصول کر لے تو اس کے ایك برس کی زکاۃ ادا کرے گا، چاہے وہ مقروض کے پاس دس برس بھی رہا ہو؛

کیونکہ اس قرض کی وصولی زمین سے حاصل ہونے والے کے مشابہ ہے جس کے حصول کے وقت زکاۃ ادا کی جاتی ہے.

اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ: وہ پچھلے برسوں کی زکاۃ نہیں دے گا بلکہ نیا سال شروع کرے گا، اور جو ہم نے بیان کیا ہے اسی میں زیادہ احتیاط اور بری الذمہ ہے کہ پچھلے برسوں میں سے ایک برس کی زکاۃ ادا کرے، اور پھر اس سے سال کا آغاز کرے، اور اس میں معاملہ آسان ہے، اور انسان کے لیے قرض کی وصولی سے ناامید ہونے کے بعد وصول ہونے کی شکل میں اڑھائی فیصد زکاۃ ادا کرنا کوئی مشکل نہیں، یہ تو اس کے حصول جیسی نعمت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا ہے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی و رسائل ابن عثیمین (18 / 28).

جواب کا خلاصہ:

آپ کے پاس جو جائداد ہے اس میں کوئی زکاۃ نہیں، چاہے وہ کرایہ پر ہے یا خالی پڑی ہے، بلکہ اس کی اجرت پر زکاۃ ہو گی اور وہ بھی اس وقت جب اجرت نصاب کو پہنچے اور اس پر سال مکمل ہو جائے، اور وہ کرایہ جو کرایہ داروں کے پاس ہے جب نصاب کو پہنچ جائے تو وصولی کے وقت صرف ایک برس کی زکاۃ ادا کریں، چاہے اسے کئی برس بیت چکے ہوں.

واللہ اعلم .